



Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

Published by

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

اسلام میں معاشری اور معاشرتی زندگی کے توازن کا خصوصی مطالعہ

A Special Study of the Balance of Economic and Social Life in Islam

Dr Abdul Rahman

Lecturer, Department of Islamic Studies,

University of Gujrat, Gujrat, Pakistan

onlyimran2010@gmail.com

Rabia Bibi

M. Phil. Scholar Islamic Studies,

University of Gujrat, Gujrat, Pakistan

rabiayousaf903@gmail.com



Published online: 1 November 2025



[View this issue](#)

OPEN  ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

Abstract

This study presents a comprehensive analysis of the Islamic economic system and its fundamental principles in the light of Qur'anic teachings and Prophetic guidance. The foundation of Islamic economics rests upon the concept of Tawhid (Oneness of God), which establishes that absolute ownership of all resources belongs to Allah, while humans act only as trustees and vicegerents on earth.

This belief shapes the moral and legal framework of economic activity, ensuring accountability and ethical conduct. The principle of justice and fairness occupies a central position in Islamic economics, prohibiting exploitation, fraud, dishonesty, and unequal distribution of wealth. The prohibition of ribā (interest) is examined as a decisive step toward eliminating economic oppression and class disparity. Furthermore, Zakāt and Infaq fī Sabīlillāh are presented as effective mechanisms for the redistribution of wealth and the establishment of a welfare-oriented society.

The Islamic concept of ownership is also discussed as a conditional right bound by social responsibility rather than absolute personal control. The study concludes that the Islamic economic system offers a balanced, ethical, and sustainable model capable of addressing modern economic crises, poverty, and inequality in a just and humane manner.

Keywords: *Tawhid, Riba, Zakat, Distributive Justice, and Trusteeship*

اسلام کا معاشری نظام

اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام نے جہاں عبادات، اخلاقیات اور سیاست کے اصول واضح کیے ہیں، وہیں معاشری زندگی کے لیے بھی ایک ایسا منصفانہ اور متوازن نظام پیش کیا ہے جو عدل، مساوات اور فلاح عامہ پر مبنی ہے۔ اسلامی معاشری نظام کا مقصد صرف دولت کا ارتکاز نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم، انسانی ضروریات کی تکمیل اور معاشرتی انصاف کا قیام ہے۔

اسلامی معاشری نظام کی بنیادیں

اسلامی معاشری نظام کی بنیاد پندرہ بنیادی اصولوں پر رکھی گئی ہے

- | | |
|---|------------------------------|
| 1 | توحید |
| 2 | عدل و انصاف |
| 3 | حرمت سود |
| 4 | زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ |
| 5 | اسلام میں ملکیت |

توحید:

توحید اسلام کی بنیاد اور اس کے تمام نظاموں، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور معاشری کی روح ہے۔ اسلام کا معاشری نظام دراصل اسی عقیدہ توحید پر قائم ہے۔ اس تصور کے بغیر اسلامی معاشرت کو سمجھنا یا نافذ کرنا ممکن نہیں۔

توحید کا مفہوم اور اس کا معاشری پہلو

توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکم مطلق ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَ كَلِيلٌ۝

(اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اور وہی ہر چیز پر نگران ہے)

اس عقیدہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان دنیا میں مالک حقیقی نہیں بلکہ امانت دار ہے۔ زمین، وسائل، مال و دولت سب اللہ کی نعمتیں ہیں جنہیں انسان عارضی طور پر استعمال کرتا ہے۔

اسلام میں یہ عقیدہ بنیادی ہے کہ ساری کائنات اور اس کے وسائل اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، انسان صرف ان کا امین ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

انسان بطور خلیفہ اور امین:

أَوْ بُوْ لِدَنْتِيْ جَعَلَكُمْ خَلِيفَ الْأَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَتٍ لِيَبْلُوْكُمْ فِي مَا أَنْتُمْ ۝ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۝ وَ إِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۝²

(اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنیا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانت) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کارب (عذاب کے حق داروں کو) جلد سزاد ہیں والا ہے اور بیشک وہ (مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا ہخشے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے)

یعنی انسان کو زمین میں اللہ کا نائب (خلیفہ) بنایا گیا تاکہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق وسائل زمین کو استعمال کرے۔ یہی تصور انسانی معاشرت میں ذمہ داری اور جوابد ہی کا اصول پیدا کرتا ہے

انسان کو تصرف (استعمال) کا حق ضرور دیا گیا ہے، مگر یہ حق محدود اور مشروط ہے۔ وہ صرف اسی حد تک معاشری سرگرمی کر سکتا ہے جہاں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس تصور سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو معاشرت میں آزاد تصرف کا حق ہے لیکن وہ خدا کے احکام کا پابند ہے۔

توحید اور ملکیت کا نظریہ

اسلام میں ملکیت کا تصور مطلق نہیں بلکہ مشروط ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کا مالک خود کو مکمل مختار سمجھتا ہے، جب کہ اسلام میں دولت اللہ کی امانت ہے۔ قرآن کہتا ہے:

أَوْ فِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَ الْمَحْرُومُ۝³

(اور ان کے اموال میں سائل اور محروم سب حاجت مندوں کا حق مقرر تھا)

یعنی تمہارا مال دراصل دوسروں کے حقوق کا امین ہے۔

لہذا اسلام میں ملکیت کے ساتھ سماجی ذمہ داری لازم ہے۔ اس کے برعکس ماذی نظاموں میں ملکیت خود غرضی، ذخیرہ اندوزی اور استھصال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

توحید اور اخلاقی معيشت

توحید انسان کو یہ شعور دیتی ہے کہ وہ اپنی معاشری سرگرمیوں میں بھی اللہ کے حضور جواب دہے۔

یہ ایمان کہ "اللہ ہر عمل کو دیکھ رہا ہے" ایک مومن کو جھوٹ، دھوکہ، سود، رشوت، کم تولے اور ناجائز منافع سے باز رکھتا ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا:

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ⁴

(بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے، اور اللہ جو عمل بھی تم کرتے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے)

توحید کے اس شعور سے ایک ایسا معاشری ماحول پیدا ہوتا ہے جو دیانت، عدل اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے

توحید اور مساوات کا اصول

جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ تمام رزق کا مالک اللہ ہے تو پھر کوئی انسان دوسرے پر فخر نہیں کر سکتا۔ یہ عقیدہ طبقاتی فرق کو مٹاتا ہے۔ اسلام نے دولت کو چند ہاتھوں میں محدود رہنے سے روکا ہے۔

أَكَيْ لَا يَكُونُ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

(تاکہ وہ (دولت) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے)⁵

یعنی توحید دولت کے ارتکاز کی نفی اور اس کی عادلانہ تقسیم کی تاکید کرتی ہے

توحید اور اقتصادی انصاف

توحید انسان کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ اپنے معاشری فیصلوں میں اللہ کی شریعت کو معیار بناتے۔

سود، جوا، قمار، رشوت، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری یہ سب اللہ کے احکامات کی خلاف ورزیاں ہیں اور توحید کے منافی عمل ہیں، کیونکہ یہ انسان کو اللہ کے بجائے مال کا بندہ بنادیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

أَرَعِيهِتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهَ بَوْهُ ۖ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا⁶

(کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟ تو کیا آپ اس پر نگہبان بنیں گے)

یعنی جب انسان مال و دولت کی پرستش کرنے لگے تو دراصل وہ توحید سے ہٹ کر شرکِ عملی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

توحید اور معاشی توازن

توحید انسان کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ وہ نہ توندیا کی محبت میں اندر ہا ہو، نہ ہی دنیا کو چھوڑ دے۔ اسلام عدل کا حکم دیتا ہے:

أَوَ الَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَ لَمْ يَقْتُرُفُوا وَ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً⁷

(اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا ہاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دو حدود کے درمیان اعتدال پر (میں) ہوتا ہے)

یعنی توحید انسان کو بخشن اور اسراف دونوں سے بچا کر متوازن معيشت کا راستہ دکھاتی ہے۔

عدل و انصاف اور اسلامی معاشی نظام

اسلامی معيشت کا دوسرا بنیادی ستون عدل و انصاف ہے۔ عدل و انصاف دراصل اسلام کے پورے نظام حیات کا محور ہے۔ جیسے عقیدہ توحید روح کی حیثیت رکھتا ہے، ویسے ہی عدل و انصاف اس نظام کی بنیاد اور توازن قائم رکھنے کا ضامن ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر عدل کا حکم دیا اور ظلم سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اسلام معاشی سرگرمیوں میں عدل اور دینانت کو بنیادی شرط قرار دیتا ہے۔ ناپ قول میں کمی، دھوکہ دہی، سودخوری اور استھصال کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

عدل کا مفہوم اور اس کی اہمیت

عدل کے معنی ہیں "کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا"۔ اسلامی معيشت میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق پورا دیا جائے۔ چاہے وہ خریدار ہو یا فروخت کنندہ، مالک ہو یا مزدور، سرمایہ دار ہو یا صارف۔ قرآن میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ وَالْإِحْسَانِ⁸

(بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)

یعنی عدل مخصوص قانونی فریضہ نہیں بلکہ دینی اور اخلاقی فریضہ بھی ہے۔ اسلام عدل کو تمام معاشی سرگرمیوں کا لازمی اصول قرار دیتا ہے تاکہ سماج میں کسی بھی قسم کی نا انسانی، استھصال یا طبقاتی تفریق پیدا نہ ہو۔

ناپ قول میں انصاف اور تجارتی عدل کی بنیاد

قرآن کریم نے ناپ قول میں انصاف کرنے پر خاص زور دیا ہے۔

أَوْ أَوْفُوا الْكِيلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ⁹

(اور بیانے اور ترازو (یعنی ناپ اور تول) کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

أَوْ أَوْفُوا الْكِيلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ¹⁰

(اور ناپ تول انصاف کے ساتھ مطہیک رکھو، اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کمی نہ دو)

اسلامی معیشت میں یہ اصول اس لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ تجارت اور لین دین اعتماد پر قائم ہوتے ہیں۔ اگر ناپ تول میں کمی، دھوکہ دہی یا غریب عام ہو جائے تو پورا نظام بگڑ جاتا ہے، اعتماد ختم ہوتا ہے اور معاشی بد امنی پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے قرآن نے قوم شعیب کی مثال دی جو ناپ تول میں کمی کرتی تھی، تو ان پر عذاب آیا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ معاشی نا انصافی اللہ کے غضب کا باعث ہوتی ہے۔

سود (ربا) اور استھصال کا خاتمه

اسلام نے سود کو ظلم اور عدل کے منافی قرار دیا ہے۔

أَوْ أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبْوَا¹¹

(حالاتہ اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)

سود کا نظام معاشرے میں امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کرتا ہے۔ یہ محنت کش طبقے کے استھصال کا ذریعہ ہے، اس لیے قرآن نے اسے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے مترادف قرار دیا۔ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سرمایہ دار اور محنت کش کے درمیان نفع و نقصان کی شرآکت (Profit & Loss Sharing) ہو، نہ کہ یک طرف مفاد۔ یہی اصول "مضاربہ" اور "مشارکہ" جیسے اسلامی مالیاتی اداروں کی بنیاد ہے۔

مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق

اسلام نے عدل کے اصول کو مزدوروں اور محنت کشوں کے معاملات میں بھی سختی سے نافذ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَاعْطُوا الْأَجْيَرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْفَظَ عَرَفَهُ¹²

(مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو)

یہ حدیث اسلامی معاشی عدل کا بہترین مظہر ہے۔ اسلام مزدور کو محض ایک آلہ کا نہیں بلکہ انسانی احترام کا حقدار سمجھتا ہے۔ سرمایہ دار اور نظام میں مزدور محض پیداوار کا ذریعہ ہوتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں وہ شرکیہ عمل اور امانت دار ہوتا ہے۔

احکام (ذخیرہ اندوزی) اور ناجائز منافع خوری کی ممانعت

احکام کی سب سے ملعون قسم "سودی لین دین" ہے جس اقتصادی نظام میں اس کا عمل دخل ہے وہ یکسر بر باد اور تباہ ہے۔ یہ کروڑوں انسانوں کو مغلص و محتاج بن کر ایک مخصوص طبقہ میں دولت کو سمیتا اور ان کو اس کا واحد اجارہ دار بنادیتا ہے۔¹³

اسلام میں عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشی وسائل سب کے لیے یکساں دستیاب ہوں۔ ذخیرہ اندوزی (احکام) کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے قیمتیں میں غیر منصفانہ اضافہ ہوتا ہے اور عوام استھان کا شکار ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَمَّنِ احْتَكَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللَّهِ وَبَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ

¹⁴"جو شخص انانچ کو چالیس دن تک ذخیرہ کرے، وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے۔"

یعنی اسلامی معيشت میں عدل صرف لین دین تک محدود نہیں، بلکہ مندرجہ، قیتوں، اور رسدو طلب کے توازن تک پھیلا ہوا ہے۔

عدل اور دینات تجارت میں ایمان کا مظہر

اسلام نے تجارت کو عبادت کا درجہ دیا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دینات پر مبنی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَللَّاَجُرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّنَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

"سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا"¹⁵

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ عدل و دینات محض دنیاوی کامیابی کا ذریعہ نہیں بلکہ اخروی نجات کا بھی سبب ہے۔ اسلامی معيشت اسی عدل پر قائم رہ سکتی ہے جہاں نفع کے ساتھ یکی اور تجارت کے ساتھ تقویٰ شامل ہو۔

دولت کی منصفانہ تقسیم اور عدل اجتماعی

عدل صرف فردی نہیں بلکہ اجتماعی بھی ہے۔ قرآن نے تاکید کی ہے کہ:

أَكَيْنَ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

¹⁶"تاکہ دولت تمہارے والداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے۔"

اسلام نے زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، عشر اور وقف جیسے نظاموں کے ذریعے دولت کو معاشرے کے مختلف طبقات میں منصفانہ طور پر گردش میں رکھا۔ یہی وہ عدل اجتماعی ہے جو اسلامی معيشت کو استحکام بخشتا ہے اور طبقاتی تنگی کو ختم کرتا ہے۔

عدل کا تعلق اخلاقیات سے

اسلامی عدل صرف قانونی یا مالی ضابطہ نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ جب انسان یقین رکھتا ہے کہ اللہ اسے ہر عمل پر دیکھ رہا ہے، تو وہ کسی بھی مالی معاملے میں ظلم یا بے انصافی سے باز رہتا ہے۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر معاشری عمل کو عبادت سمجھ کر انجام دیا جائے، اور کسی کا حق نہ مارا جائے۔

حرمتِ سود اور اسلامی معاشری نظام

اسلامی نظامِ معاشرت کی تیسری اور نہایت اہم بنیاد حرمتِ سود (ربا) ہے۔ سود ایسا مالی لین دین ہے جس میں بغیر کسی محنت، خطرے یا حقیقی پیداوار کے، محض وقت گزرنے پر نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اسلام نے اسے صریح ظلم اور معاشرتی فساد کی جڑ قرار دیا ہے۔ سود کا خاتمہ دراصل اسلام کے اُس بنیادی مقصد کی تکمیل ہے جو معاشرت کو عدل، توازن اور فلاح عامہ پر قائم کرنا چاہتا ہے۔

سود (ربا) کی تعریف

لغوی اعتبار سے "ربا" کا مطلب ہے بڑھنا یا زیادہ ہونا۔ اصطلاح شرع میں ربا سے مراد ہے۔

أَكْلُ زِيَادَةٍ شُسْتَرَطُ عَلَى أَصْلِ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ عِوَضٍ حَقِيقِيٍّاً

"ہر وہ اضافہ جو اصل رقم پر مقرر کیا جائے بغیر کسی حقیقی معاوضے کے"

یعنی جب قرض دینے والا، محض وقت گزرنے کے بدلتے میں رقم بڑھا کر وصول کرے تو وہ ربا ہے۔ یہ اضافہ بغیر کسی محنت یا پیداوار کے حاصل ہوتا ہے، اس لیے اسلام اسے ناجائز منافع اور ظلم قرار دیتا ہے۔

قرآن کریم میں حرمتِ سود

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر سود کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُولُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسَنِ ۚ ۱۷
(جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ایسے کھڑے ہوں گے جیسے کوئی شیطان کے چھو جانے سے دیوانہ ہو گیا ہو)

پھر فرمایا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَمَ الرِّبَا ۚ ۱۸

(اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا)

مزید فرمایا گیا:

أَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْقَوْا اللَّهَ وَذْرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُثُرْ مُؤْمِنِينَ

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو) ¹⁹

اور سب سے سخت تنبیہ ان الفاظ میں کی گئی۔

أَفَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

(پھر اگر تم نے ایمان کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ) ²⁰

یعنی سودی نظام، اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے۔ یہ وہ جرم ہے جس پر اتنی سخت و عید کسی اور گناہ کے بارے میں نہیں آتی۔

احادیث نبوی میں حرمت سود

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

الَّعَنْ رَسُولُ اللَّهِ آكِلُ الرِّبَا، وَمُوْكِلُهُ، وَكَاتِبُهُ، وَشَاهِدِيهِ، وَقَالَ: هُنْ سَوَاءٌ

سود کھانے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی گئی ہے، اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں) ²¹

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ سود کالین دین صرف لینے والے کے لیے نہیں بلکہ پورے سودی عمل میں شریک ہر فرد کے لیے منوع اور گناہ کبیر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے:

الرَّبَّا سَبْعُونَ حُوَبًا، أَهُونُهَا مِثْلُ أَنْ يُنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّةً

(سود کے ستر درجے ہیں، ان میں سب سے ہلاک درج ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے) ²²

یہ سخت الفاظ اس لیے ہیں کہ سود کا نتیجہ پورے معاشرے میں ظلم، غربت اور بے برکتی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

سود کی حرمت کی عقلی و اخلاقی وجہات

اسلام نے سود کو حرام قرار دینے کی کئی گہری معاشی و اخلاقی وجہات ہیں:-

استھصال کا ذریعہ:

سود ہمیشہ کمزور طبقے کے استھصال پر مبنی ہوتا ہے۔ قرض لینے والا اکثر مجبور ہوتا ہے، جبکہ قرض دینے والا طاقتور۔ نتیجہ یہ کہ دولت طاقتوروں کے ہاتھ میں سمجھ آتی ہے۔

محنت اور نفع کا توازن ختم کرتا ہے:

سود میں نفع محنت سے نہیں بلکہ وقت کے گزرنے سے حاصل ہوتا ہے، جو کہ غیر اخلاقی اور غیر فطری ہے۔ اسلام کہتا ہے نفع صرف اسی کاروبار میں ہے جس میں خطرہ اور محنت دونوں شامل ہوں۔

طبیقی فرق پیدا کرتا ہے:

سودی نظام سرمایہ داروں کو امیر تر اور مزدوروں کو غریب تر بناتا ہے۔ یوں دولت کا ارتکاز ہو جاتا ہے جسے قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے۔

أَكِنْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

(تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے)²³

اخلاقی زوال:

سودی نظام میں لائق، خود غرضی، حرص اور حم کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ یہ انسان کو دوسروں کے دکھ سے بے حس کر دیتا ہے۔

اسلامی معيشت میں سود کا مقابل

اسلامی معاشی نظام نے سود کی ممانعت کے ساتھ ساتھ عدل و اشتراک پر مبنی نظام بھی دیا ہے۔ یہ نظام، "یعنی نفع و نقصان کی شرکت کے اصول پر قائم ہیں۔

اس کے تحت کئی معاشی معاہدے رائج ہیں:-

- مضاربہ: سرمایہ ایک فریق دیتا ہے اور محنت دوسرا کرتا ہے، نفع طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔
- مشارکہ: تمام فریق سرمایہ لگاتے ہیں، نفع و نقصان سب میں مشترک ہوتا ہے۔
- اجراء: چیز کرایے پر دے کر جائز معاوضہ حاصل کیا جاتا ہے۔
- مرافق: منافع کے ساتھ خرید و فروخت کا جائز طریقہ، جس میں نفع طے شدہ اور شفاف ہوتا ہے۔

ان اصولوں سے ایک ایسا مالیاتی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے جو انصاف، شفافیت اور معاشرتی فلاح پر مبنی ہے۔

سودی نظام کے نقصانات (سماجی و معاشی اثرات)

غربت اور معاشی ناہمواری

سود کی وجہ سے دولت چند افراد کے ہاتھ میں سٹ جاتی ہے۔

بے روزگاری

سودی سرمایہ کاری حقیقی پیداوار کے بجائے مالیاتی کھیلوں پر مبنی ہوتی ہے۔

قرضوں کا بوجھ

غیریب ممالک سودی قرضوں کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں، جس سے ان کی خود مختاری ختم ہو جاتی ہے۔

روحانی و اخلاقی تباہی

سود انسان کو اللہ پر توکل سے دور کر کے دنیا پرستی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

سود کی حرمت فطرت کے مطابق نظام

اسلام سود کی ممانعت کے ذریعے انسان کو فطرت کے مطابق اقتصادی سرگرمیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کو یہ سکھایا گیا کہ دولت کمانا مقصد نہیں بلکہ خدمتِ خلق اور فلاح عامہ کا ذریعہ ہے۔ اسلامی نظام میں دولت کی گردش اور معاشری سرگرمیوں کا محور "عدل"، "رحم" اور "تعادن" ہیں، جب کہ سودی نظام کا محور "حرص"، "استھصال" اور "مفادر پرستی" ہے۔

زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ اسلامی معاشری نظام کا فلاحی ستون

زکوٰۃ اسلام کا وہ بنیادی فریضہ ہے جو دولت کی منصانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ یہ نہ صرف فقراء و مساکین کی مدد کا ذریعہ ہے بلکہ دولت کے ارتکاز کو بھی روکتا ہے۔ اسی طرح صدقہ، خیرات اور وقف کے نظام سے بھی معاشرتی فلاح و بہبود کا تصور سامنے آتا ہے۔ اسلام کا معاشری نظام صرف عدل و انصاف، سود کی ممانعت اور تجارت کی شفافیت تک محدود نہیں، بلکہ ایک ایسا فلاحی اور باہمی تعادن پر مبنی نظام بھی پیش کرتا ہے جو معاشرے کے کمزور اور محروم طبقوں کو سہارا دیتا ہے۔ اس نظام کا سب سے مضبوط اور منظم حصہ ہے: زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ یہ وہ اصول ہیں جو معاشرے میں دولت کے صحیح بہاؤ کو برقرار رکھتے ہیں، سرمایہ کے ارتکاز کو روک کر مالی توازن قائم کرتے ہیں اور معاشری ناہمواری کو کم کرتے ہیں۔

سماڑھے باون تو لے چاندی، سماڑھے سات تولہ سونا، مال تجارت اور مکانوں کے تجارتی کاروبار پر اگر ایک سال پورا گزر جائے تو اس مال میں سے چالیسوں حصہ نکال کر خدا کی راہ میں دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر یہ ٹکیں نہت اہم فریضہ ہے اور ارکان اسلام میں سے اہم رکن۔ قرآن عزیز میں اذہ زکوٰۃ اور فریضہ زکوٰۃ کے احکام کو بار بار دھرا یا گیا ہے کہیں ایمان باللہ کے ساتھ اس کا ذکر کر ہے کہیں آخرت کے ذکر کے ساتھ اور کہیں قیامت صلوٰۃ اور کہیں مستقل اسی کو قانونی دفعہ بنایا گیا ہے۔²⁴

زکوٰۃ اسلام کا لازمی معاشری فریضہ

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ قرآن مجید میں درجنوں مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو ذکر کیا گیا ہے، جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

لغوی اور شرعی مفہوم

لفظ "زکوٰۃ" کے معنی بڑھنے، پاک ہونے اور بہتر ہونے کے ہیں۔ شرعاً کوہہ صاحب نصاب مسلمان پر واجب مالی عبادت ہے، جس کا مقصد مال کی پاکی، دل میں سخاوت اور معاشرے میں فلاح و مدد کا نظام قائم کرنا ہے۔

قرآن میں زکوٰۃ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَوْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاءَ وَأَطْبِعُوا الرَّسُولَ

(اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو) ²⁵

أَوْفِي أَمْوَالِهِمْ حَقًّا لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ

(ان کے مالوں میں فقراء اور محروم کا حق ہے) ²⁶

ایک اور مقام پر فرمایا:

أَوَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

(جو لوگ سونا اور چاندی مجع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو) ²⁷

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ زکوٰۃ محض خیرات نہیں، بلکہ غریبوں کا حق ہے جو اللہ نے مالدار کے مال میں رکھا ہے۔

زکوٰۃ کا معاشری کردار

اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ کے تین بڑے مقاصد ہیں:

(1) دولت کی منصفانہ تقسیم

دولت کو صرف مالدار طبقے تک محدود رہنے سے روک کر اسے معاشرے کے غریب طبقے تک پہنچانا۔ اس طرح دولت کے ارتکاز کی روک تھام ہوتی ہے۔

(2) غربت کا خاتمه

فقراء، مساكین، بیوہ، یتیم، مکاتب اور مالی کمزور افراد زکوٰۃ کے ذریعے اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

(3) مال کی پاکی

اسلامی تعلیمات کے مطابق جب انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے۔ اس میں اللہ کی طرف سے برکت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

أَخْذٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ثُطَهْرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا

(تم ان کے اموال سے صدقہ (زکوٰۃ) لے کر انہیں پاک اور پاکیزہ کرو) ²⁸

زکوٰۃ کی تعمیم کے شرعی مصارف

قرآن مجید نے واضح طور پر بتایا ہے کہ زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جاسکتی ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤْلَفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

(زکوٰۃ فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ جمع کرنے والوں، دل جوڑنے والوں، غلاموں کی آزادی، قرض داروں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے) ²⁹

یہ فہرست یہ ثابت کرتی ہے کہ زکوٰۃ صرف بھوک، غربت اور ضرورت ہی نہیں بلکہ:

- قرض کی ادائیگی
- معاشی بحالی
- غلامی کے خاتمے
- رفاهی منصوبوں تک کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔ اور اسلام ایک مکمل فلاحی نظام پیش کرتا ہے، محض امداد نہیں۔

اتفاق فی سبیل اللہ رضا کارانہ خیرات

زکوٰۃ تو فرض ہے، لیکن اسلام انسان کو مزید آگے بڑھنے کا درس دیتا ہے۔ اتفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنا، یعنی کے کاموں میں مالی تعاون کرنا۔

قرآن کہتا ہے:

أَمَّا شُفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ يُضَاعِفُهُ لَكُمْ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِيقِينَ

(جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اللہ اس کا کئی گناہ دے گا) ³⁰

صدقات:

مسجد، مدرسہ، یتیم خانہ، ہسپتال، فلاحی منصوبوں، تعلیمی اداروں، رفاهی خدمات میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اسلام کے معاشی نظام میں انفرادی صدقات کو بھی اہمیت حاصل ہے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ بھی اسلام نے حاجمندوں کی وقتوں حاجت کے لیے انفرادی عطا یا کو عمل خیر کہہ کر اس کے لیے ترغیب دی ہے اور دنیا و آخرت کے اجر و ثواب کو نعم البدل بتا کر قرآن عزیز اور احادیث نے اس کے متولی جگہ جگہ برائیگنتہ اور امادہ کیا

ہے اور چونکہ اس کا تعلق انفرادی عطا سے ہے اور یہ اخلاق حسنہ اور اعمال فاضلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس لیے اس میں دو اخلاقی خطرات کے پیش آجائے کا اندیشه تھا۔ ایک یہ کہ معطی اپنی عطا کا احسان جتا ہے اور حاجت مندوں کو نادم اور شرمسار کر کے اس کو اذیت پہنچائے۔ دوسرے یہ کہ اس کا انفاق رضاۓ الٰہی اور غرباء کے لیے حاجت روائی کے لیے نہ ہو بلکہ دکھاوے اور نمائش کے لیے ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے انسداد کے لیے نفس امارہ کی زجر تو پنج اور انانیت و خودی پر تهدید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:-³¹

أَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِ وَالْأَدَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالُهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

(اے ایمان والو! اپنے صدقات و خیرات کو احسان جتا کرو ایذا دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنامال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ پر یقین رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر³²)

وقف اسلامی و یقین ریاست کی بنیاد

اسلامی تاریخ میں وقف کا نظام بہت اہمیت رکھتا ہے۔

- وقف وہ مستقل صدقہ ہے جس میں مال یا جائیداد اللہ کی راہ میں مستقل وقف کردی جاتی ہے۔
- خلافتِ راشدہ اور عثمانی خلافت کے دور میں ہسپتال، لاپسیریاں، تعلیمی ادارے، مساجد، مسافرخانہ وقف کے تحت چلتے تھے۔ وقف نے بغیر حکومتی ٹیکس کے ایک مضبوط فلاجی نظام قائم کیا۔

صدقہ معاشرتی ہم دردی کا ذریعہ

- صدقہ ہر صاحبِ نصاب پر فرض نہیں
- لیکن ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ادا کر سکتا ہے
- صدقہ دل کو نرم کرتا ہے، معاشرے میں محبت بڑھاتا ہے، حسد اور طبقاتی نفرت کم کرتا ہے

نبی ﷺ نے فرمایا:

الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْحَطَايا كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ

(صدقہ گناہوں کو ایسے بمحادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بمحادیتا ہے)³³

زکوٰۃ اور انفاق سے دولت کے ارکان کا خاتمه

سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔
قرآن اس خرابی کو روکنے کے لیے حکم دیتا ہے:

(تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے) ³⁴

زکوٰۃ، صدقات اور وقف دولت کو یونچ تک لے جاتے ہیں، معاشری گردش جاری رکھتے ہیں، طبقاتی فاصلے کم کرتے ہیں، غریب کی خریداری کی قوت بڑھتی ہے، معیشت توازن پر قائم رہتی ہے۔

اسلام میں ملکیت کا تصور

اسلام دین فطرت ہے، جو انسانی ضروریات، معاشری ضروریات، محنت کے حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کے درمیان ایک متوازن نظام قائم کرتا ہے۔ اسلام نے ملکیت (Ownership / Possession) کے تصور کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اسے انسانی آزادی، معاشری سرگرمی اور ترقی کی بنیاد بھی قرار دیا۔ لیکن اسلام ملکیت کو مطلق اور بے گام حق نہیں سمجھتا بلکہ اسے شرائط، اخلاقی حدود اور معاشرتی ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط رکھتا ہے۔

اسلام میں ملکیت کا بنیادی تصور

اسلام یہ اجازت دیتا ہے کہ انسان اپنی محنت، تجارت، وراثت، کسب یا سرمایہ کاری کے ذریعے مال حاصل کرے، اس مال کا مالک بنے، اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن ساتھ ہی اسلام یہ واضح کرتا ہے کہ:

"حقیقی مالک اللہ ہے، اور انسان صرف امین (Trustee) ہے"

قرآن کہتا ہے:

أَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۝

(آسماؤں اور زمین کی بادشاہی اللہ کے لیے ہے) ³⁵

اس لیے انسان کی ملکیت اصل اور داعی نہیں بلکہ عارضی اور امانت ہے۔

ملکیت مشروط ہے، مطلق نہیں

اسلام مالک کو اس کے مال میں تصرف کا حق تو دیتا ہے، لیکن وہ حق محدود اور ذمہ داری کے ساتھ ہے۔

قرآن کا اصول:

أَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَلَا تُؤْصِلُوهَا إِلَى الْحُكَمِ لِتَأْكُلُوا فَضْلَ النَّاسِ بِالظُّلْمِ۝

(لوگوں کے مال ناقص نہ کھاؤ اور نہ ہی حکمرانوں تک پہنچاو تاکہ تم دوسروں کے مال ناقص ہر پ کرو) ³⁶

یعنی ناجائز طریقے سے ملکیت لینا منع ہے۔ دوسروں کو نقصان پہنچا کر امیر بنانا منع ہے۔ ظلم، دھوکا اور استھصال کے ذریعے مال حاصل کرنا منع ہے۔

اسلام میں ملکیت کی اقسام

اسلام نے تین اہم قسم کی ملکیت کو تسلیم کیا:

خُصُّ ملکیت (Private Property)

انسان کی محنت یا سرمایہ سے حاصل شدہ دولت جیسے گھر، زمین، کار و بار، باغات، جائیداد وغیرہ شرط یہ کہ: ظلم پر مبنی نہ ہو، سٹے بازی، سود، دھوکہ، رشت یا حرام ذرائع سے حاصل نہ ہو، حلال تجارت، محنت یا وراثت کے ذریعے حاصل ہوئی ہو۔

رباستی یا سرکاری ملکیت

- قدرتی وسائل: معدنیات، جنگل، دریا
- عوامی املاک: سڑکیں، ہسپتال، پارک
- قومی خزانہ، بیت المال

یہ عوام کی امانت ہے، حکمران کی ذاتی ملکیت نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ النَّاسَ شُرِكَاءُ فِي الْمَاءِ وَالنَّارِ وَالْمَرْعَى

(لوگ پانی، آگ اور چارے میں شریک ہیں) ³⁷

یعنی شہری بنا دی ضروریات سے محروم نہ ہوں۔

اجتماعی یا عوامی ملکیت

- روڈ، اسکول، لا بسیریاں
- زکوٰۃ، وقف، بیت المال

یہ کسی فرد کی ملکیت نہیں بلکہ پوری امت کی ملکیت ہوتی ہے۔

ملکیت کی حدود اور پابندیاں

حلال ذرائع

اسلام میں ملکیت کا حق صرف حلال آدمی پر ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

أَمَا أَكَلَ الْإِنْسَانُ طَعَامًا حَرَامًا فَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

(جو جسم حرام سے پلا ہو، اس کے لیے جنت حرام ہے) ³⁸

نقصان کا حق نہیں

کوئی شخص اپنی ملکیت سے دوسروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلامی اصول:

أَلَا تَضُرُّ نَفْسَكَ وَلَا تُضُرُّ النَّاسَ

(نہ خود نقصان پہنچاؤ، نہ دوسروں کو نقصان دو) ³⁹

مثلاً زین یار استہ روک کر دوسروں کی آمدورفت بند کرنا، ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی مہنگائی پیدا کرنا، فیکٹری لگا کر آلو دگی پھیلانا اسلام میں حرام ہے۔

سماجی ذمہ داری

ملکیت صرف اٹھانے کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ فرائض بھی ہیں:

◆ زکوٰۃ

◆ صدقہ

◆ وراثت کا قانون

◆ حق پڑوسی

◆ ملازمین کا حق

اس سے مال صرف چند لوگوں کے ہاتھ میں جمع نہیں رہتا۔

فضول خربجی کی ممانعت

اسلام میں مالک کو فضول خرچ کی بھی اجازت نہیں

أَلَّا الْمُسْرِفِينَ هُمُ الْأَحْوَةُ الشَّيْطَانِ

(بیکھ فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں) ⁴⁰

سود، جو اور حرام کا روبار کی ممانعت

ملکیت صرف وہی معتبر ہے جو محنت، تجارت، سرمایہ کاری کے ذریعے حاصل ہو، اور جو معاشرے کو نقصان نہ پہنچائے۔

اسلام میں ملکیت اور ریاست کا کردار

ریاست اس بات کی ذمہ دار ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے حقوق غصب نہ کرے، معاشری جرائم (رشوت، سود، ذخیرہ اندوزی) روکے، ظالم کی قوت محدود کرے، غریب، یتیم، کمزور کی مدد کرے یعنی اسلامی معاشری نظام صرف چند امیروں کا تحفظ نہیں کرتا۔

ملکیت کا مقصد

اسلام کے نزدیک ملکیت طاقت کی علامت نہیں، دولت اکٹھی کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ آزادی کی امانت ہے، خدمتِ خلق کا ذریعہ ہے۔

قرآن کہتا ہے:-

أَوْ أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمُ اللَّهُ أَعْلَمُ

(اور جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے خرچ کرو)⁴¹

اسلامی معاشری نظام کے بنیادی مقاصد

فلارِ انسانیت

اسلام کا مقصد صرف چند لوگوں کو امیر بنا نہیں بلکہ پورے معاشرے کی فلاح ہے۔

دولت کی منصافانہ تقسیم

دولت کو چند ہاتھوں میں محدود رہنے سے روکنے کے لیے قرآن نے واضح ہدایت دی

أَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَبْلَى الْفُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ كَمْ لَا يَكُونَ دُولَةٌ بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۝ وَمَا أَنْتُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۝ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝⁴²

(جو (اموال فی) اللہ نے (قریط، نصیر، فدک، خیر، غرینہ سمیت دیگر بغیر جنگ کے مفتوحہ) بستیوں والوں سے (نکال کر) اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لوٹائے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہیں اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قرابت داروں (یعنی بنا شم اور بنو عبد المطلب) کے لئے اور (معاشرے کے عام) تیکوں اور متابجون اور مسافروں کے لئے ہیں، (یہ نظام تقسیم اس لئے ہے) تاکہ (سامارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)۔ اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سوائے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو (اس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم و عطا پر کبھی زبان طعن نہ کھولو)، پیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے)

معاشری استحکام

سود، جواہر، رشوت، اختیار (ذخیرہ اندوزی) اور اسراف سے احتساب کے ذریعے اسلامی نظام ایک مُتحکم اور پائیدار معيشت قائم کرتا ہے۔

اسلامی مالیاتی ادارے

اسلامی اصولوں پر قائم بینانگ سسٹم میں سود کی بجائے "مشارکہ"، "مضاربہ"، "اجارہ" اور "مراہنہ" جیسے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ نظام نفع و نقصان میں شرکت کے اصول پر مبنی ہے، جس سے سرمایہ دار اور مزدور دونوں کو انصاف ملتا ہے۔

اسلامی نظام معيشت اور موجودہ چیلنجز

آج دنیا کا سرمایہ دارانہ نظام سود اور منافع کی دوڑ میں اخلاقی اقدار سے خالی ہو چکا ہے، جس کا نتیجہ معاشری ناتھواری اور غربت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسلامی نظام ان خرابیوں کا علاج پیش کرتا ہے، مگر اس کے نفاذ کے لیے ایمان، دیانت، حکومتی عزم اور عوامی شعور ضروری ہے۔

نتیجہ

اسلام کا معاشری نظام نہ صرف دنیاوی فلاح بلکہ اخروی کامیابی کا بھی ضامن ہے۔ یہ نظام دولت کے توازن، عدل اجتماعی اور انسانی اخوت پر قائم ہے۔ اگر دنیا اس نظام کو خلوص کے ساتھ اپنائے تو غربت، استھان اور معاشری ناتھاریوں کا خاتمہ ممکن ہے۔ اسلام کا پیغام ہے کہ معيشت عبادت کا حصہ ہے، اور ہر معاشری سرگرمی میں اللہ کی رضا کو مقصود بنانا ہی حقیقی کامیابی ہے۔

مصادر و مراجع

¹ انعام 62:39² انعام 165:6³ انعام 19:51⁴ انعام 18:49⁵ الحشر 7:59⁶ الفرقان 43:25⁷ الفرقان 67:25⁸ الحج 890:16⁹ انعام 152:6¹⁰ الاعراف 85:7¹¹ البقرة 275:2¹² ابن ماجہ، ح 2443¹³ حضرت مولانا محمد حنفی احمد حنفی سیدھاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 262

¹⁴ مند احمد، ح 1939، السنن الکبری للبیحی

¹⁵ سنن الترمذی، ح 1209

¹⁶ الحشر 7:59

¹⁷ البقرة 275:2

¹⁸ البقرة 275:25

¹⁹ البقرة 278:2

²⁰ البقرة 279:2

²¹ مسلم شریف، ح 1595

²² ابن ماجہ 2274، المترک لیل حاکم 2302

²³ الحشر 7:59

²⁴ حضرت مولانا محمد حظی ارجمن سیدھاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 120

²⁵ انور 56:24

²⁶ الداریات 19:51

²⁷ اتوہب 34:9

²⁸ اتوہب 103:9

²⁹ اتوہب 60:9

³⁰ البقرة 261:2

³¹ حضرت مولانا محمد حظی ارجمن سیدھاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 319

³² البقرة 264:2

³³ تذکری، ح 587، ابن ماجہ، ح 1851

³⁴ الحشر 7:59

³⁵ آل عمران 189

³⁶ البقرة 188:2

³⁷ سنن ابو داؤد

³⁸ مند احمد، السنن الکبری للبیحی

³⁹ ابن ماجہ

⁴⁰ الاصراء 27:17

⁴¹ الحشر 7:57

⁴² الحشر 7:59

1. *Az-Zumar* 39:62

2. *Al-An'am* 6:165

3. *Adh-Dhariyat* 51:19

4. *Al-Hujurat* 49:18

5. *Al-Hashr* 59:7

6. *Al-Furqan* 25:43

7. *Al-Furqan* 25:67

8. *An-Nahl* 16:90

9. *Al-An'am* 6:152

10. *Al-A'raf* 7:85
11. *Al-Baqarah* 2:275
12. *Ibn Majah*, Hadith 2443
13. Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, *Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam)*, Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 262
14. *Musnad Ahmad*, Hadith 19393, *Al-Sunan al-Kubra* by al-Bayhaqi
15. *Sunan al-Tirmidhi*, Hadith 1209
16. *Al-Hashr* 59:7
17. *Al-Baqarah* 2:275
18. *Al-Baqarah* 2:275
19. *Al-Baqarah* 2:278
20. *Al-Baqarah* 2:279
21. *Sahih Muslim*, Hadith 1595
22. *Ibn Majah* 2274, *Al-Mustadrak lil-Hakim* 2302
23. *Al-Hashr* 59:7
24. Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, *Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam)*, Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 120
25. *An-Nur* 24:56
26. *Adh-Dhariyat* 51:19
27. *At-Tawbah* 9:34
28. *At-Tawbah* 9:103
29. *At-Tawbah* 9:60
30. *Al-Baqarah* 2:261
31. Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, *Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam)*, Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 319
32. *Al-Baqarah* 2:264
33. *Tirmidhi*, Hadith 587, *Ibn Majah*, Hadith 1851
34. *Al-Hashr* 59:7
35. *Al-Imran* 3:189
36. *Al-Baqarah* 2:188
37. *Sunan Abu Dawood*
38. *Musnad Ahmad*, *Al-Sunan al-Kubra* by al-Bayhaqi
39. *Ibn Majah*
40. *Al-Isra* 17:27
41. *Al-Hadid* 57:7
42. *Al-Hashr* 59:7